امام حسین کی
عبادت

07 مُحَرَّمُ الحَرام 1447ھ

07 مُحَرَّمُ الحَرام 1447 کا بیان

7 محرم الحرام 1447 کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

نَوَیْتُ سُنَّتَ الاعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سُنّتِ اعتکاف کی نیّت کی)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخلِ مسجد ہوں، یاد آنے پر اِعتِکاف کی نِیَّت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اِعتِکاف کا ثَواب مِلتا رہے گا۔ **یادرکھئے!** مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سَحَری، اِفطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زم زم یا دَم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شَرعاً اِجازت نہیں، اَلبتّہ اگر اِعتِکاف کی نِیَّت ہو گی تو یہ سب چیزیں جائز ہوں گی۔ اِعتِکاف کی نِیَّت بھی صِرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اِس کا مقصد اللہ کریم کی رِضا ہو۔ **"فتاویٰ شامی"** میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اِعتِکاف کی نِیَّت کرلے، کچھ دیر ذِکْرُ اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھا پی یا سو سکتا ہے)

دُرودِ پاک کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً

قِیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہو گا، جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہو گا۔ (ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ... الخ، ۲/ ۲۷، حدیث: ۴۸۴)

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: قِیامت

میں سب سے آرام میں وہ ہو گا، جو حُضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھ رہے اور حُضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ہَمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ دُرود شریف کی کثرت ہے۔اس سے معلوم ہوا! دُرود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اوراس سے بَزمِ جنّت کے دُولہا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) ملتے ہیں۔(مرآۃ المناجیح، ۲/۱۰۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بَیان سُننے کی نیّتیں

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وسَلَّم: اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّیَّۃُ الصَّادِقَۃُ سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔[1] اے عاشقانِ رسول! ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنایئے کہ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخِل کر دیتی ہے۔ بیان سننے سے پہلے بھی اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے! مثلاً نیت کیجئے! ☜ عِلْم حاصل کرنے کے لئے پورا بیان سُنوں گا ☜ بااَدب بیٹھوں گا ☜ دورانِ بیان سُستی سے بچوں گا ☜ اپنی اِصْلاح کے لئے بیان سُنوں گا ☜ جو سُنوں گا دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت! مُحَرَّمُ الْحَرام کا مبارک مہینا جاری ہے، اس مبارَک مہینے کو شہیدانِ کربلا اور بالخصوص اِمامِ عالی مَقام حضرت اِمامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے ساتھ ایک خاص نسبت حاصل ہے، اسی مناسبت سے آج کے بیان میں ہم امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے تقویٰ وپرہیز گاری، صدقہ وخیرات، فضائل ومناقب، شان وعظمت، آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آپ سے محبت اور بالخصوص (Specially) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی عبادت کا ذوق وشوق، عبادت کے واقعات سُنیں گے۔

آیئے! سب سے پہلے ایک ایمان افروز واقعہ سنتے ہیں، چنانچہ

[1] …جامع صغیر، صفحہ: 81، حدیث: 1284۔

محبتِ امامِ حسین کا اجر

حضرت علامہ عبدُ الرَّحْمٰن ابنِ جوزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عَمْرو بن لَیْث کے سامنے اس کی تمام فوج کو جمع کیا گیا، عَمْرو بن لَیْث نے جب اپنی فوج کی یہ کثرت دیکھی تو رو پڑا اور دل ہی دل میں کہنے لگا، اے کاش! حضرت امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شہادت کے وقت میں وہاں موجود ہوتا اور میرے پاس اتنی فوج ہوتی تو میں اپنی جان، شان و شوکت اور ساری فوج کو ان پر قربان کر دیتا۔ اس زمانے کے کسی ولی کو خواب میں حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عَمْرو بن لَیْث سے کہہ دو کہ اس کے دل میں جو خیال آیا ہے ہمیں اس کی خبر ہے اور ہم نے اس کے ارادے کو قبول کر لیا ہے، اللہ کریم تمہیں اس ارادے اور اس خیال پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ جب خواب دیکھنے والے نے عَمْرو بن لَیْث کو یہ خوش خبری سنائی تو وہ خوشی سے جھوم اُٹھا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ (بستان الواعظین، مجلس في فضل يوم عاشوراء وما جاء فيه، ص ٢٤٠ ملتقطا)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت! آپ نے سُنا کہ جو خوش نصیب اپنی شہرت اور مقام و مرتبے کی پروا کئے بغیر صرف دل میں رِضائے الٰہی اور رضائے مُصْطَفٰے حاصل کرنے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت و شرافت کے سبب حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے عقیدت و محبت کا اظہار کرے، اپنے دل میں ان کی خدمت کرنے کی تمنا بسائے تو اس خوش قسمت پر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کا ضرور کرم ہوتا ہے جیسا کہ بیان کردہ واقعے میں ہم نے سنا کہ اپنے ایک غلام کے خواب میں تشریف لا کر عَمْرو بن لَیْث کے لئے خوشخبری ارشاد فرمائی اور اس کے دل میں آنے والے خیال (Opinion) کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا۔ اس کے علاوہ عَمْرو بن لَیْث پر محبتِ امامِ حُسین کے سبب مزید اور کیا فضل و کرم ہوا،

آیئے! سنتے ہیں، چنانچہ

محبتِ امامِ حُسین کی وجہ سے مغفرت ہو گئی

خُراسان کے حاکم عَمْرو بن لَیْث کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ پاک نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا: اللہ کریم نے مجھے بخش دیا، پوچھا کس سبب سے؟ اس نے کہا: ایک مرتبہ میں پہاڑ سے اپنے لشکر کی کثرت دیکھ کر خوش ہو رہا تھا تو میں نے تمنا کی کاش! میں اُس وقت میدانِ کربلا میں ہوتا، جب یزیدی لشکر امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور دیگر اہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اجمعین پر ظلم و ستم کر رہے تھے تو میں آپ کی کچھ خدمت کر سکتا۔ تو ربِّ کریم نے اِسی نیت کے سبب میری مغفرت فرما دی۔ (مدارج النبوت، باب نہم ذکر حقوق آنحضرت، ۱/۳۰۵ ملخصا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت! یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے دل میں محبتِ اہلِ بیت کو بسا لیتا ہے وہ دنیا و آخرت کی برکتوں سے حصہ پا لیتا ہے کیونکہ اَہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اجمعین سے محبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرنا۔ اَہلِ بیتِ کرام کی محبت دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیاں پانے اور شفاعتِ مُصْطَفٰے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے، جیسا کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو شخص وَسیلہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میری بارگاہ میں اس کی کوئی خدمت ہو، جس کے سبب میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں، اُسے چاہئے کہ میرے اَہلِ بیت (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) کی خدمت کرے اور اُنہیں خُوش کرے۔ (برکاتِ آلِ رسول، ص ۱۱۰)

اے عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت! ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اَہلِ بیتِ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور بالخصوص حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی غلامی کا پٹا اپنے گلے میں ڈال کر ان کی سیرتِ طیبہ کے روشن پہلوؤں

پر عمل کریں، اِن مقدّس ہستیوں کا نہایت اَدب واِحترام کریں، ان کی خُوشی کو اپنی خُوشی اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھیں، ان سے دِل وجان سے محبت کریں، کیونکہ آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ حضراتِ حسنینِ کریمین سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، چنانچہ

حضراتِ حسنینِ کریمین سے محبت

حضرت ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میں اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو حضراتِ حسنینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی گود میں کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کیا آپ اِن سے محبت کرتے ہیں؟ حسنین کے نانا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں ان سے محبت کیوں نہ کروں، حالانکہ یہ میرے دو (2) پھول ہیں جن کی مہک میں سونگھتا ہوں۔ (معجم کبیر، ۱۵۵/۴، حدیث: ۳۹۹۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ امام حُسین! ربِّ کریم نے حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو بہت سی خصوصیات اور شان و عظمت سے نوازا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عبادت و ریاضت اور تقویٰ و پرہیز گاری کے واقعات سنتے ہیں، چنانچہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

امامِ حُسین کی عبادت

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی سیرتِ طیبہ کے روشن پہلوؤں سے معلوم ہوا! آپ ہر وصف میں اپنی مثال آپ تھے، لیکن یہ اوصاف آپ کو اپنے ہی گھر سے تربیت میں ملے تھے۔ آپ کا گھرانہ وحی واِلہام کا مرکز اور علم و عرفان کا چشمہ تھا، رشکِ کائنات اور مرکزِ تجلیات

تھا، آپ کا گھرانہ عبادت وریاضت اور سخاوت کا مرکز تھا، آپ کا گھرانہ زُہد و تقویٰ اور پرہیز گاری کا سر چشمہ تھا، غریبوں کی حاجت روائی اور غم کے ماروں کا سہارا تھا، آپ کو تو بچپن میں تعلیم و تربیت کا ایسا بابرکت نورانی وروحانی ماحول نصیب ہوا کہ اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گود سے تربیت ملی اور حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا خاص فیضان عطا ہوا، یہی وجہ تھی کہ

حضرتِ امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ علم و فضل میں یکتا تھے، اِیثار و تَوَکُّل والے تھے، بہادری میں بے مثال تھے، تقویٰ و پرہیز گاری کے مالک تھے، صدقہ و خیرات کے بے مثال نمونہ تھے، ہر حال میں صبر و شکر کے عادی تھے، بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے، عبادت و رِیاضت کی کثرت کرنے والے تھے، فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نفل عبادات اور کثرت سے تلاوتِ قرآن کے شوقین تھے، یہاں تک کہ بہت سی روایتوں میں آپ کی عبادت و ریاضت، نفل نمازوں اور بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا تذکرہ ملتا ہے۔ آیئے! آپ کی عبادت کے متعلق (2) روایات سنتے ہیں، چنانچہ

نماز و روزے کے پابند

1. علامہ ابنِ اثیر جزری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **كَانَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاضِلاً كَثِيْرَ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَالْحَجِّ وَالصَّدَقَةِ وَاَفْعَالِ الْخَيْرِ جَمِيْعِهَا** یعنی حضرت امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کثرت سے نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، حج کرتے، صدقہ و خیرات کرتے اور تمام بھلائی کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ (اسد الغابۃ، رقم:۱۱۷۳، الحسین بن علی، ۲/۲۸)

2. آپ کے شہزادے حضرت امام زین العابدین رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے بیان فرمایا: میرے والدِ گرامی حضرت امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہ دن اور رات میں ہزار (1000) رکعت نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ (عقد الفرید،

باب من كلام الزهاد وأخبار العباد، ۴/۱۴ ۱۱ مختصرا)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ امامِ حسین! آپ نے سُنا کہ **حضرت امامِ حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عبادت کا کس قدر ذوق و شوق رکھتے تھے، فرض روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے، کثیر نوافل ادا کرتے تھے، کثرت سے صدقہ و خیرات کرتے تھے، نیک اعمال بجالاتے تھے، حج کی ادائیگی کے شوقین تھے۔ **اَلْغَرَض!** حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اپنی زندگی کے دن رات ربِّ کریم کی فرمانبرداری اور عبادت و ریاضت میں گزارتے اور کوئی لمحہ (Moment) فضولیات میں نہ گزارتے بلکہ ہر وقت دل یادِ خدا میں مصروف رہتا تو زبان ذکرِ خُدا سے تَر رہتی، گویا آپ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، ہر حالت میں اور ہر وقت ربِّ کریم کا ذِکر کرتے، خصوصاً نماز کی ادائیگی کا بے حد خیال فرماتے اور بڑے ذوق و شوق سے نماز ادا فرماتے، کیونکہ نماز کی تعلیم تو بچپن ہی میں نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حاصل ہوئی تھی، یہ تربیتِ مصطفےٰ کا ہی فیضان تھا کہ آپ فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی بہت زیادہ کثرت فرماتے تھے۔

سُبْحٰنَ اللہ! قُربان جایئے! نواسۂ رسول **حضرت امامِ حُسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عبات و ریاضت کے ذوق و شوق پر کہ جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں، بلند مرتبہ صحابی ہیں، اَمیرُ المؤمنین حضرت علی، شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے شہزادے ہیں، حضرت بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے جگر کے ٹکڑے ہیں، مالکِ جنت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نواسے ہیں، اَہلِ بیتِ مُصطفےٰ میں شامل ہیں اور اہلِ بیتِ کرام کی شان یہ ہے کہ آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر نہ چاہے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے بڑھ کر محبوب نہ ہو اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو اور میرے اہلِ بیت اسے اپنے گھر والوں سے بڑھ کر پیارے اور محبوب نہ ہو جائیں۔ (شعب

الایمان،باب فی حب النبی، ۲/ ۱۸۹ ،حدیث:۱۵۰۵)

حضرتِ امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صحابۂ کرام میں شامل ہیں اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان یہ ہے کہ رسولِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہارا پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا میرے کسی صحابی کے سَوا سیر جَو خیرات کرنے بلکہ اُس کے آدھے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔" (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، ۲ /۵۲۲، حدیث: ۳۶۷۳)

ان تمام فضائل کے باوجود حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا حال یہ ہے کہ فرائض کے ساتھ ساتھ نفل عبادت کی کثرت فرمارہے ہیں۔ اب ذرا ہم اپنے بارے میں غور کریں کہ کیا ہم فرض نماز بھی پڑھتے ہیں؟، فرض روزے بھی رکھتے ہیں؟، زکوٰۃ اس کے شرعی اُصولوں کے مطابق دیتے ہیں؟، اللہ پاک کو راضی کرنے والے کاموں پر عمل کرکے زندگی گزار رہے ہیں؟ طاقت ہونے کے باوجود شرعی اُصولوں کے مطابق فرض حج بھی کیا ہے کہ نہیں؟ افسوس! ہماری تو فرض نمازوں کے معاملے میں سستیاں مُسلسل بڑھتی جارہی ہیں، کانوں میں اَذان کی آواز آتی ہے مگر ہم اپنے کام کاج کی مصروفیات کا بہانہ بناکر یا پھر سُستی کی وجہ سے نماز قضا کرڈالنے میں شرم محسوس نہیں کرتے، جبکہ گُناہ کرنے کیلئے ہماری سُستی فوراً چُستی میں بدل جاتی ہے۔ بعض تو ایسے بھی من چلے اور منہ پھٹ ہوتے ہیں کہ جب اُن کو دِین کا درد رکھنے والا کوئی اسلامی بھائی سمجھاتے ہوئے، نیکی کی دعوت دے اور نماز پڑھنے یا قضا نمازیں ادا کرنے کی ترغیب دِلائے تو کہتے ہیں: "اِنْ شَآءَ اللّٰہ اگلے جمعہ سے دوبارہ نمازیں پڑھنا شُروع کریں گے یا رَمضان سے باقاعدہ نمازوں کا اہتمام کریں گے۔" یوں کسی قسم کی شرم و جِھجک کئے بغیر بڑی بہادری کے ساتھ مَعَاذَ اللّٰہ اس بات کا گویا اِقرار کررہے ہوتے ہیں کہ ہم نمازیں چھوڑنے کا یہ گناہ جُمعہ کے دن تک یا رمضانُ المبارک تک مسلسل جاری رکھیں گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے گھروں میں اِتّفاق نہیں، آئے دن لڑائی جھگڑے معمول بن گئے ہیں، ہر ایک رِزق میں بے برکتی کی وجہ

سے پریشان (Worried) ہے، ہر ایک دوسرے سے ناراض نظر آتا ہے، کہیں والدین اپنی نافرمان اولاد سے بیزار ہیں، تو کہیں بھائی بھائی کے درمیان نااِتّفاقیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

بچوں کی اچھی تربیت کریں

اے عاشقانِ رسول! شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اللہ پاک اور اس کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرامین پر عمل چھوڑ کر دن رات ان کی نافرمانی والے کاموں میں مشغول ہوگئے، نہ صرف خُود نمازوں سے دُور ہوئے بلکہ ہمارے بچے اور گھر والے بھی نمازوں سے دُور ہوتے جارہے ہیں اور ہم اپنے بچوں کی اچھی تربیت نہیں کرتے، انہیں نمازوں کا ذہن بھی نہیں دیتے، حالانکہ ہمیں بچوں کی اچھی تربیت کرنی اور بچپن ہی سے انہیں نمازوں کا ذہن دینا چاہیے۔

یادرکھئے! اگر بچوں کو بچپن ہی میں ناجائز و حرام کاموں سے بچا کر ان کی اچھی تربیت پر توجہ دی جائے تو دنیا و آخرت میں کامیابی ان کا مقدر بنے گی، جیسا کہ حضرت امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی بچپن میں اچھی تربیت ہوئی تو آپ بے شمار خوبیوں والے ہوگئے، لہٰذا والدین پر لازم ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت کریں کہ کل بروزِ قیامت اس بارے میں پوچھا جائے گا، چنانچہ

حضرت عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے ایک شخص سے فرمایا: اپنے بچے کی اچھی تربیت کرو کیونکہ تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کی کیسی تربیت کی اور تم نے اسے کیا سکھایا۔ (شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۶/۴۰۰، حدیث: ۸۶۶۲)

والدین پر اولاد کے جو حقوق اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے چند حقوق پیشِ خدمت ہیں: (1) زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر پورا کلمۂ طیبہ سکھائے۔ (2) جب تمیز آئے اَدب سکھائے، کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اُٹھنے،

بیٹھنے، چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، اُستاذ اور دُختر (یعنی بیٹی) کو شوہر کے بھی اِطاعت کے طُرُق (یعنی طریقے) و آداب بتائے۔(3) قرآنِ مجید پڑھائے۔(4) استاذ نیک، مُتَّقِی، صحیح العقیدہ، سِنّ رسیدہ (بڑی عمر والے) کے سِپُرد (حوالے) کردے اور دُختر (بیٹی) کو نیک پارسا (پاک دامن) عورت سے پڑھوائے۔(5) بعد ختمِ قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔(6) عقائدِ اسلام و سنَّت سکھائے کہ لوحِ سادہ فطرتِ اسلامی و قبولِ حق پر مخلوق ہے (یعنی چھوٹے بچے فطرتِ اسلام پر پیدا کیے گئے ہیں یہ حق کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لہٰذا) اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہو گا۔(7) حضورِ اقدس، رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصلِ ایمان وعینِ ایمان ہے۔(8) حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آل و اَصحاب و اولیاء و عُلَما کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصلِ سنَّت و زیورِ ایمان بلکہ باعثِ بقائے ایمان ہے۔(9) سات برس (7 Years) کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔ (10) علمِ دِین خُصوصاً وُضو، غُسْل، نماز و روزہ کے مَسائل، تَوَکُّل، قناعت، زُہد، اِخلاص، تواضع (عاجزی)، اَمانت، صِدق (سچائی)، عدل (انصاف)، حیا، سلامتِ صُدُور و لسان (یعنی سینوں اور زبان کی سلامتی) وغیرہا خوبیوں کے فضائل، حِرص و طَمَع (لالچ)، حُبِّ دُنیا (دنیا کی محبت)، حُبِّ جاہ (عزت و شہرت کی محبت)، رِیا (دکھلاوا)، عُجب (اپنے آپ کو بہتر سمجھنا)، تکبُّر، خِیانت، کِذب (جھوٹ)، ظُلم، فحش (بے حیائی کی باتیں اور کام)، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا بُرائیوں کے رَذائل پڑھائے۔(11) خاص پسر (یعنی بیٹے) کے حقوق سے یہ ہے کہ اسے لکھنا، پَیرنا (یعنی کسی فن میں ماہر ہونا)، (12) سورۂ مائدہ کی تعلیم دے۔(13) خاص دُختر (یعنی بیٹی) کے حقوق سے یہ ہے کہ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمتِ اِلٰہیہ جانے، اسے سینا، پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے اور سورۂ نور کی تعلیم دے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۴۵۲ تا ۴۵۵ ملخصًا)

یاد رکھئے! اگر ہم نے اپنے بچوں کی اصلاح کی کوشش نہ کی اور ان کو نماز، روزے کا پابند نہ بنایا تو قیامت کی رُسوائی (Disgrace) کے ساتھ ساتھ دنیاوی نقصان یہ ہو گا کہ یہ بڑے ہو کر ہماری بات نہیں

مانیں گے، ہمیں آنکھیں دکھائیں گے اور آئے دن ہماری پریشانیوں میں اضافے کا سبب بنتے رہیں گے لیکن اس وقت سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

تلاوتِ قرآن کا جذبہ

اے عاشقانِ امامِ حسین! جس طرح حضرت امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو کثرتِ عبادت کا ذوق و شوق تھا اور آپ کثرت سے نوافل ادا فرماتے تھے، اسی طرح آپ کو کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے کا بھی بہت ہی زیادہ شوق تھا، آیئے! آپ کی کثرت سے تلاوتِ قرآن کے متعلق سنتے ہیں، چنانچہ حضرت اِمام شَعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **رَاَیْتُ الْحُسَیْنَ یَتَخَتَّمُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَان** یعنی میں نے دیکھا کہ حضرت امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَمضانُ المبارک میں مکمل قرآنِ مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء، الحسین بن علی، ۴/۴۱۰)

قرآن کے باعمل عالِم

حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قرآن کے عالِمِ باعمل، تقویٰ و پرہیز گاری کے پیکر، خوفِ خُدا رکھنے والے اور صاحبِ سخاوت تھے۔ (شہادت نواسہ سید الابرار، ص ۳۷۴ ملخصاً)

تلاوتِ قرآن اور نماز سے محبت

اے عاشقانِ امام حُسین! حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی قرآنِ کریم اور نمازوں سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ 9 مُحَرَّمُ الْحَرام کو جب یزیدیوں کے ساتھ صلح کی اُمید ختم ہوگئی تو آپ نے اپنے بھائی سے فرمایا: کسی طرح یہ لڑائی کل تک مؤخّر ہوجائے اور آج کی رات ہمیں عباداتِ الٰہی کے لئے مل جائے تو بہتر ہے۔ اگر موقع مل جائے تو آج کی رات نماز، دعا اور اِستِغفار میں

گزاریں کیونکہ مجھے ربِّ کریم کی رضا کے لئے نماز اور تلاوتِ قرآن سے محبت ہے اور کثرت کے ساتھ دعا اور اِسْتِغْفَار میرا معمول ہے۔(الکامل فی التاریخ، ۳/۴۱۵)

صَلُّوْاعَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! جس طرح امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرائض و واجبات کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نفل نمازیں ادا کیا کرتے تھے،اسی طرح آپ کثرت سے صدقہ و خیرات بھی کرتے،غریبوں اور مسکینوں کی مدد بھی کرتے تھے۔ ایسا کیوں نہ ہو تا کہ آپ تواَہلِ بیت عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سخی گھرانے کے چشم و چراغ (Son) ہیں، لہٰذا سخاوت اور راہِ خدا میں خرچ کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہتے، آپ کی ذات میں صَدَقہ و خَیرات کا جذبہ اِس قدر کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ بسا اَوقات تو اپنی ضروریات کو اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پر بھی قُربان کر دِیا کرتے تھے، چنانچہ

کریم ہو تو ایسا

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امامِ حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تنگ دستی اور محتاجی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ! ہمارا وظیفہ (حِصَّہ) آنے والا ہے، جیسے ہی وظیفہ پہنچے گا ہم آپ کو رُخصت کر دیں گے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی طرف سے ایک ایک ہزار (1000) دِینار کی پانچ (5) تھیلیاں آپ کی بارگاہ میں پیش کی گئیں۔ نُمائندے نے عرض کی: حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے معذرت کی ہے کہ یہ تھوڑی سی رقم ہے، اسے قبول فرما کر غریبوں میں تقسیم فرما دیجئے۔

حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ساری رقم اس غریب آدمی کے حوالے کر دی اور اس سے معذرت بھی فرمائی کہ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔(کشف المحجوب، باب فی ذکر آئمتہم من اہل البیت، ص۷۷)

اے عاشقانِ امامِ حسین! بیان کردہ واقعے سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

(1)حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ صدقہ و خیرات کرنے اور غریبوں، تنگدستوں، محتاجوں اور حاجت مندوں کی مدد کرنے کے عادی تھے جیسا کہ ابھی ہم نے سُن کہ آپ نے ساری رقم فوراً اس غریب و محتاج کو عطا فرمادی، مگر افسوس! اب ہم کنجوسی سے کام لیتے ہوئے صَدَقہ و خَیرات کرنے کے معاملے میں سُستی کرتے ہیں، اگر کوئی حاجت مند آ بھی جائے تو کاروبار یا روزگار کے حوالے سے شکوے شکایات کا ڈھیر لگاتے اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے اس کی مدد نہیں کرتے، بالفرض اگر کبھی کسی کی مدد کرنے کی توفیق مل بھی جائے تو عزت و شہرت کی محبت اور ریاکاری کی آفت میں مُبْتَلا ہو کر تصویریں بنواتے اور پھر اس کو سوشل میڈیا پر اَپ لوڈ کر کے لوگوں کی طرف سے اپنی واہ واہ کروانے جیسی بُری عادت میں مُبْتَلا ہونے کی خواہش جوش مارتی ہے۔

یادرکھئے! صَدَقہ و خَیرات کرنے سے بظاہر تو مال میں کمی واقع ہوتی ہے، لیکن حقیقت میں برکت ہی برکت ہوتی ہے، جیسا کہ

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا

نبیِّ آخر الزماں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: مَانَقَصَ مَالٌ مِنْ صَدَقَۃٍ یعنی صَدَقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔ (معجم اوسط، من اسمه احمد، ۱/۶۱۹، حدیث: ۲۲۷۰)

پیارے اسلامی بھائیو! بیان کردہ حدیثِ پاک سُن کر اُمید ہے اس وسوسے کی کاٹ ہوگئی ہوگی کہ صدقہ دینے سے مال کم پڑ جاتا ہے، لہٰذا جب بھی موقع ملے، کم کی گنجائش ہو یا زیادہ کی ہمیں صدقہ دینے کے معاملے میں کنجوسی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

دوسری بات

اے عاشقانِ رسول! واقعے سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی! حضرت امامِ حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

عاجزی واِنکساری کے پیکر تھے، تبھی تو تھوڑی سی تاخیر ہونے پر اس شخص سے معافی مانگی، حالانکہ آپ کے لئے معافی مانگنا ضروری نہیں تھا، مگر پھر بھی معافی مانگی، جبکہ اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں تو عاجزی و اِنکساری تو دُور کی بات، ہم غلطیاں (Mistakes) کرنے کے باوجود بھی معافی نہیں مانگتے اور ہٹ دھرمی کرتے ہوئے یوں کہتے سنائی دیتے ہیں کہ **بھائی ہم تو شریفوں کے ساتھ شریف اور بدمعاشوں کے ساتھ بدمعاش ہیں، جو ہم سے جھگڑا کرے گا ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے، جو ہمیں ایک بات سُنائے گا، ہم اُسے 10 باتیں سُنائیں گے، جو ہمیں تکلیف پہنچائے گا، ہم اس کا جینا حرام کر دیں گے**، جبکہ ہمارے بزرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن تو بدتمیزی کرنے والوں کے ساتھ بھی اچھے اَخلاق سے پیش آتے تھے، غلطی نہ ہونے کے باوجود بھی معافی مانگ لیتے تھے، گالیاں بکنے والوں کو بھی دعائیں دیتے تھے، دل دُکھانے والوں کے ساتھ بھی معاف کرنے والا معاملہ کرتے تھے، ایک طرف تو ان اللہ والوں کا کردار ہمارے سامنے ہے جبکہ دوسری جانب ان لوگوں کا حال ہے جو بِلاوجہِ شرعی لوگوں کا دل دکھاتے ہیں، جان بوجھ کر لوگوں کو تکلیفیں دیتے ہیں، لوگوں کی غیبتیں کرتے ہیں، ناحق لوگوں کی چیزیں ہڑپ کر جاتے ہیں، ہنسی مذاق کرنے والوں کو گالیاں دیتے ہیں، لوگوں سے بدلہ لینے کے مواقع تلاش کرتے ہیں۔ وغیرہ

لہٰذا وہ لوگ جو ان آفات میں مبتلا ہیں انہیں چاہئے کہ وہ ان بُری عادات کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلیں، معافی، بُردباری، برداشت اور عاجزی وانکساری کی عادات کو اپنائیں، کیونکہ عاجزی وانکساری کی عادات رکھنے والے سب کے پسندیدہ بن جاتے ہیں جبکہ تکبُّر اور بات بات پر لڑنے جھگڑنے کے لئے تیار ہو جانے والوں سے لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد